رجسٹرڈ ایل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ - اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے ۵ر خواص و معاونین سے عـہ ہندوستان سے باہر ۶ ر

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی بجا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۴۱	دار الامان قادیان ۱۰ نومبر ۱۹۰۱ء	جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

۳۱ اکتوبر ۱۹۰۱ء صبح قادیان)

حضرت اقدس حسب معمول سیر کو تشریف لے گئے۔ راستہ مین فونوگراف کی ایجاد اور اس سے اپنی تقریر کو مختلف مقامات پر پہونچانے کا تذکرہ ہوتا رہا۔ چنانچہ یہ تجویز کی گئی کہ اس مین حضرت اقدس کی ایک تقریر عربی زبان مین بند ہو۔ جو چار گھنٹہ تک جاری رہے اور اس تقریر سے پہلے حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی تقریر ایک انٹروڈکٹری نوٹ کے طور پر جس کا مضمون اس قسم کا ہو کہ انیسویں صدی مسیحی کے سب سے بڑے انسان کی تقریر آپ کو سنائی جاتی ہے۔ جس نے خدا کی طرف سے مامور ہونے کا دعوے کیا ہے۔ اور جو مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام سے دنیا مین آیا ہے اور جس نے ارض ہند مین ہزارون لوگون کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے اور جس کے ہاتھ پر ہزارون تائیدی نشان ظاہر ہوئے۔ خدا تعالےٰ نے جس کی ہر میدان مین نصرت کی وہ اپنی دعوت بلاد اسلامیہ مین کرتا ہے۔ سامعین خود اس کے منہ سے سن لین کہ اس کا کیا دعوے ہے اور اس کے دلائل اس کے پاس کیا ہین۔ اس قسم کی ایک تقریر کے بعد پھر حضرت اقدس کی تقریر ہوگی اور جہان جہان یہ لوگ جائین۔ اسے کھول کر سناتے پھرین؟

سیر سے واپس تشریف لاکر حضرت اقدس نے قاضی یوسف علی صاحب نعمانی کو دیکھا اور اندر تشریف لے گئے۔ پھر ظہر کے وقت تشریف لائے۔ نمازین جمع ہوئین۔ آج اتفاق سے ڈاک مین حکیم محمد اجمل خان صاحب دہلوی کا خط اور حاذق الملک میموریل فنڈ کے کاغذات آپ کے پاس پہونچے حضور نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر تبلیغ کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا جناب کو فرصت ہوگی تو اس پر ایک خط لکھینگے۔ جو الحکم مین طبع ہوگا۔

یکم نومبر ۱۹۰۱ء۔ آج جمعہ تھا۔ حضرت اقدس سیر کو تشریف نہیں لیجا سکے جمعہ مین حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے ایک لطیف خطبہ پڑھا۔ جس کو کسی وقت الحکم مین انشاء اللہ شایع کیا جاوے گا۔

---

۲ نومبر ۱۹۰۱ء حضرت اقدس سیر کو تشریف لے گئے۔ اور ظہر و عصر کی نمازین جمع کی گئیں۔

---

۳ نومبر ۱۹۰۱ء حضرت اقدس حسب معمول سیر کو نکلے سیٹھ احمد الدین صاحب بھی ساتھ تھے۔ مولوی برہان الدین صاحب نے عرض کیا کہ سیٹھ صاحب کا ایک لڑکا ہوا تھا وہ فوت ہو چکا ہے حضور دعا کرین۔

فرمایا! ہان مین دعا کرونگا۔ مگر ساری باتین ایمان پر منحصر ہین ایمان جسقدر قوی ہو اسیقدر خدا تعالےٰ کے فضل سے حصہ ملتا

بقیہ مضمون

سید ارادت حسین صاحب احمدی مونگیری

نمبر ۱

اب قرآن کی پیشگوئیوں کو دیکھیے کہ کس شان اور جلال کے ساتھ پوری ہوئی ہیں۔ واضح ہو کہ امور غیبیہ کے بتانے والے دنیا میں کئی قسم اور کئی فرقے پائے جاتے ہیں جو کبھی نہ کبھی اور کچھ نہ کچھ بتلا دیتے ہیں اور بعض اوقات کسیقدر انکا مقولہ سچ بھی ہو رہتا ہے جیسے منجم۔ طبیب۔ پانڈے۔ کاہن رمال۔ جفری۔ قیافہ اور بعض جفر جاننے اور حال کے زمانہ میں مسمریزم کو بعض امور ان سے مکشوف ہوتے رہتے ہیں۔ مگر یہ تمام فرقے جنکا اوپر ذکر ہوا صرف ظن بلکہ وہم پرستی سے باتیں کرتے ہیں یقینی اور قطعی علم انکو ہرگز نہیں ہوتا اور نہ انکا ایسا دعوی ہوتا ہے اور بعض حوادث کونیہ سے جو یہ لوگ اطلاع دیتے ہیں تو انکی پیشگوئیوں کا ماخذ صرف علامات و اسباب طبعیہ ہوتے ہیں جنکو بے قطعی اور یقینی مرتبہ سے مس بھی نہیں کیا ہوتا۔ احتمال اور تلبیس اور اشتباہ اور خطا کا ان سے رفع نہیں ہوتا بلکہ اکثر انکی خبریں بے بنیاد اور دروغ محض نکلتی ہیں اور باوصف اس کذب اور خلاف وقوع نکلنے کے ان کی پیشگوئیوں میں عزت اور قبولیت اور منصوریت اور کامیابی کے انوار پائے نہیں جاتے۔ ایسی خبریں بتانے والے اپنی ذاتی حالت میں اکثر افلاس زدہ بدنصیب اور بدبخت اور بے عزت اور دون ہمت دنی النفس اور ناکام اور نامراد ہی نظر آتے ہیں اور امور غیبیہ کو اپنی حسب مراد ہرگز نہیں کرسکتے بلکہ ان کے حالات پر خدا کے قہر کی علامات نمودار ہوتی ہیں اور خدا کی طرف سے کوئی برکت اور عزت و نصرت انکے شامل حال نہیں ہوتے انبیا اور اولیا صرف نجومیوں کیطرح امور غیبیہ کو ظاہر نہیں کرتے بلکہ خدا کے کامل فضل اور رحمت سے کہ جو ہمیشہ و ہر دم ان کے شامل حال ہوتی ہے ایسی اعلی پیشگوئیاں بتلاتے ہیں جنہیں انوار قبولیت اور عزت کے آفتاب کیطرح چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں اور جو عزت اور نصرت کی بشارت پر مشتمل ہوتے ہیں نہ نحوست اور نکبت پر۔ قرآن شریف کی پیشگوئیوں پر نظر ڈالیے تو معلوم ہو کہ وہ نجومیوں وغیرہ درماندہ لوگوں کی طرح ہرگز نہیں بلکہ انمیں صریح ایک اقتدار اور جلال جوش مارتا ہوا نظر آتا ہے اور انہیں تمام پیشگوئیوں کا یہی طریق اور طرز ہے کہ اپنی عزت دشمنوں کی ذلت اور اپنا اقبال دشمنوں کا ادبار اور اپنی کامیابی اور دشمن کی ناکامی اور اپنی فتح اور دشمن کی شکست اور اپنی ہمیشہ کی سرسبزی اور دشمن کی تباہی ظاہر کی ہے۔ کیا اس قسم کی پیشگوئیاں نجومی بھی کرسکتا ہے یا کسی رمال یا مسمریزم کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ہمیشہ اپنی ہی خیر ظاہر کرنا اور مخالف کا زوال اور وبال جتلانا۔ جو بات مخالف منہ پر لاوے اسکو توڑنا اور جو بات اپنے مطلب کی ہو اسکے ہو جانے کا وعدہ کرنا یہ صریح خدائی ہے انسان کا کام نہیں۔ (براہین احمدیہ)۔

اسبات کو بخوبی سمجھانے کے لیے ہم چند آیات قرآن شریف جو امور غیبیہ پر مشتمل ہیں بطور نمونہ ذیل میں معہ ترجمہ لکھتے ہیں تا عقلمند لوگ خصوصا آپ بغور تمام پڑھکر اور سب پیشگوئیوں کو جانچ کر دیکھکر غور و انصاف کریں کہ کیا ایسے اخبار بیان کرنا بجز خدائے قادر مطلق کسی انسان کا کام ہے؟ اور وہ آیات معہ خلاصہ ترجمہ یہ ہیں

فذکر فما انت بنعمۃ ربک بکاھن ولا مجنون۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القران لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم ان کنتم صدقین۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔ خلق الانسان من عجل ساریکم ایاتی فلا تستعجلون۔ سنریھم ایتنا فی الافاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم الحق۔ وبالحق انزلنہ وبالحق نزل۔ وانہ لکتب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید۔ یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی جھنم وبئس المھاد۔ ان ما توعدون لات وما انتم بمعجزین۔ وقالت الیھود ید اللہ مغلولۃ غلت ایدیھم ضربت علیھم الذلۃ این ما ثقفوا الا بحبل من اللہ وحبل من الناس وباءو بغضب من اللہ وضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ ذلک بانھم کانوا یکفرون بایات اللہ ویقتلون الانبیاء بغیر حق۔ انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز۔ ویخوفونک بالذین من دونہ۔ قل ادعوا شرکاءکم ثم کیدون فلا تنظرون۔ ان ولی اللہ الذی نزل الکتب وھو یتولی الصلحین۔

واصبر لحکم ربک فانک باعیننا
والله یعصمک من الناس قل
هو القادر علی ان یبعث
علیکم عذابا من فوقکم
او من تحت ارجلکم او یلبسکم
شیعا ویذیق بعضکم بأس بعض
انظر کیف نصرف الایات
لعلهم یفقهون۔ قل یا قوم
اعملوا علی مکانتکم انی
عامل فسوف تعلمون۔
من یاتیه عذاب یخزیه
ویحل علیه عذاب مقیم
ولا یحزنک الذین یسارعون
فی الکفر انهم لن یضروا الله
شیئا ولهم عذاب عظیم
کداب ال فرعون والذین من
قبلهم کفروا بایات الله فاخذ
هم الله بذنوبهم۔ انا ارسلنا
الیکم رسولا شاهدا علیکم
کما ارسلنا الی فرعون رسولا
فعصی فرعون الرسول فاخذناه
اخذا وبیلا فکیف تتقون۔

ترجمہ

سو انھیں تو حق کا راستہ یاد دلاتا رہ اور خدا کے فضل سے نہ تو کاہن ہے اور نہ تجھے کسی جن کا آسیب ہے اور نہ دیوانگی۔ انکو کہہ کہ اگر تمام جن اور آدمی اس بات پر اتفاق کریں کہ قرآن جیسی اور کتاب بنا لاویں تو وہ کبھی نہیں لا سکیں گے اگرچہ بعض بعض کے مددگار بھی ہوں۔ اور اگر تم اس کلام کے بارہ میں کہ ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے کسی نوع کے شک میں ہو یعنی اگر تمہارے نزدیک اُس نے وہ کلام آپ بنا لیا ہے یا جنات سے سیکھا ہے یا جادو کی قسم ہے یا شعر ہے یا کسی اور قسم کا شک ہے تو تم ہی اگر سچے ہو تو بقدر ایک سورت بنا کر دکھاؤ۔ اور اپنے دوسرے مددگاروں اور معبودوں سے مدد لیلو اور اگر نہ بنا سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز نہیں بنا سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہے جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ انسان کی فطرت میں جلدی ہے عنقریب ہم تمکو اپنے نشان دکھائیں گے۔ سو تم مجھ سے جلدی مت کرو عنقریب تمکو معمورہ عالم کے کناروں تک نشان دکھائینگے اور خود انہیں میں ہمارے نشان ظاہر ہوں گے یہانتک کہ حق کھل جائیگا قرآن شریف کو ہم نے ضرورت حقہ کے ساتھ اُتارا ہے اور حقانیت کیساتھ اُترا ہے اور وہ ایک ایسی کتاب ہے کہ جو ہمیشہ باطل کی آمیزش سے منزہ رہیگی اور کوئی باطل اُس کا مقابلہ نہیں کر سکا نہ آئندہ کسی زمانہ میں مقابلہ کر سکے گا یعنی اُس کی کامل صداقتیں کہ جو ہر ایک باطل سے منزہ ہیں تمام باطل پرستوں کو کہ جو پہلے اُس سے پیدا ہوئے یا آئندہ کبھی پیدا ہوں ملزم اور لاجواب کرتی رہینگی۔ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو بجھا دیں اپنے مونہوں کی پھونکوں سے پر خدا اپنے کام سے ہرگز نہیں رکیگا جب تک اس نور کو کامل طور پر پورا نہ کرے اگرچہ کافر کراہت ہی کریں۔ کافروں کو کہدے کہ تم عنقریب مغلوب کیے جاؤ گے اور پھر آخر جہنم میں پڑو گے کیا ہی برا سامان ہے۔ وہ جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے یعنی دین اسلام کا عزت کے ساتھ دنیا میں پھیل جانا اور اُس کے روکنے والے کا ذلیل اور رسوا ہونا یہ وعدہ عنقریب پورا ہونے والا ہے اور تم ہرگز اسکو نہیں روک سکوگے یہود نے کہا کہ خدا کا ہاتھ بند ہوا ہے یعنی جو کچھ ہوتا ہے انسان کی تدبیروں سے ہوتا ہے اور خدا اپنے قادرانہ تصرفات سے عاجز ہے۔ سو خدا نے ہمیشہ کے لیے یہودیوں کے ہاتھ کو باندھ دیا ہے تا اگر اُن کی فکر اور انکی تدبیر کچھ چیز ہیں تو اُنکے زور سے دنیا کی حکومتیں اور بادشاہتیں حاصل کریں اُن پر ذلت کی مار ڈالی گئی ہے یعنی جہاں رہیں گے ہمیشہ کمزوری اور ناتوانی اور بدبختی ان کے شامل حال رہیگی وجہ یہ کہ وہ خدا کے نشانوں سے انکار کرتے رہتے ہیں اور خدا کے نبیوں کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں ہمارا قانون قدرت یہ ہے کہ ہم اپنے پیغمبر اور ایمانداروں کو دنیا اور آخرت میں مدد دیا کرتے ہیں۔ خدا نے یہی لکھا ہے کہ میں اور میرے پیغمبر غالب رہیں گے اور خدا بڑی طاقت والا اور غالب ہے اور کافر تجھے خدا کے سوا اور چیزوں سے ڈراتے ہیں تو کہہ کہ تم میرے مغلوب کرنے کے لیے اپنے معبودوں سے جو تمہارے زعم میں خدا کے نزدیک ہیں مدد طلب کرو اور میرے ناکام رہنے کے لیے ہر طور کا مکر کرو اور مجھے ذرا مہلت مت دو پھر دیکھو کہ کیونکر ہم غالب ہوتے ہیں ہمارا کارساز خدا ہے جس نے اپنی کتاب نازل کی اور یہی قانون قدرت ہے کہ وہ صالحین کے کاموں کو آپ کرتا ہے اور انکی مہمات کا خود متولی ہوتا ہے اور اپنے خداوند کے حکم پر صبر کر اور صبر سے اُس کے وعدوں کا انتظار کر تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے تجھے خدا لوگوں کے شر سے بچائے گا جو تیرے قتل کرنے کے گھات میں ہیں کہہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تمکو نشان دکھلانے کے لیے اوپر سے کوئی عذاب نازل کرے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب نمودار ہو یا ایمانداروں کی لڑائی سے تمکو عذاب کا مزہ چکھا دے دیکھو ہم کیونکر آیات کو پھیرتے ہیں تا کہ وہ سمجھ لیں۔ کہہ اے میری قوم تم بجائے خود کام کرو اور میں بجائے خود کام کرتا ہوں۔ سو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کس پر اس دنیا میں عذاب نازل ہوتا ہے کہ جو اسکو رسوا کرے اور کس پر دائمی عذاب نازل کرتا ہے یعنی آخرت کا عذاب اور تجھے کافروں کی بداندیشی سے غمناک نہیں ہونا چاہیے وہ خدا کے

وہ ان کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکینگے اور انکے لیے خدا نے بہت بڑے عذاب مقرر کر رکھے ہیں جیسے فرعون کے خاندان اور اس سے پہلے کا قوموں کا حال ہوا کہ جب انھوں نے خدا کے نشانوں سے انکار کرنا اختیار کر لیا تو خدا نے اُن سے اُن کے گناہوں کا مواخذہ کیا۔ ہم نے تمہاری طرف یہ رسول بھی رسول کی مانند بھیجا ہے کہ جو فرعون کی طرف (موسیٰ ع) بھیجا گیا تھا سو جب فرعون نے اُس رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اُس سے تو ایسا مواخذہ کیا کہ جسکا انجام وبال تھا اسی مواخذہ سے فرعون نیست و نابود ہو گیا سو تم جو بمنزلہ فرعون ہو ہمارے مواخذہ سے کیونکر تا زمانہ رہ کر بچ سکتے ہو۔ (باقی آئندہ)

مختصر نوٹ اور نکات

خیالی اور محض ناموری اور شہرت کے خیال سے اصلاح قوم کا دعوی کرنیوالے ریفارمروں اور واقعی اور خدا کیطرف سے **اصلاح قوم** کیلئے مامور ہونے والے مصلحوں میں ایک امتیاز ہوتا ہے۔ وہ کیا؟ خدا کا مامور قوم کی بے اتفاقی اور سرد مہری سے گھبراتا اور رکتا نہیں قوم کیطرف سے کتنا ہی کفران نعمت ہو اور اسکی اذیت کے لیے کتنی ہی سعی ہو وہ اپنا قدم آگے بڑھاتا اور ایک ناامیدی یاس میں بھی اپنی کامیابی کی خوشبو کو سونگھ لیتا ہے برخلاف اس کے **خیالی ریفارمر** قوم کی ذرا سی بے اتفاقی یا چند مشکلات کے پیش آجانے سے اور اپنے مقاصد میں کامیابی کیصورت نہ دیکھنے سے گھبرا اٹھتا ہے اور خود قوم کا **جنازہ** پڑھ دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

مذہب کا انسانی قوی پر کیا تصرف ہے؟ قرآن شریف نے تو اس کا یہ جواب دیا ہے کہ مذہب انسان کے فطرتی قوی اور ملکات کو اپنے محل اور موقعہ پر استعمال کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں مگر انجیل کا منشا اس سوال کے جواب میں یہ ہے کہ وہ بھیڑیے کو بکری بنا دے اب دانشمند خود فیصلہ کر لیں کہ حق کس کے ساتھ ہے

گناہ کی حقیقت اور فلاسفی یہی ہے کہ وہ خدا سے جدا ہو کر پیدا ہوتا ہے۔ پس گناہ کے دور کرنے کا علاج یا اس سے بچنے کیصورت تو یہی ہے کہ وہ خدا کے ساتھ تعلق کو مستحکم کرے اور اسی کی طرف رجوع کرے بھلا یہ کونسی عقل ہے کہ گناہ تو پیدا ہو خدا کے بُعد اور دوری سے اور اُسکا علاج ہو کسی کی **خودکشی** !!!

اگر نجات کا مدار کسی لعنتی قربانی پر ہے تو کیوں گناہ خود نجات نہیں ہو سکتا؟ جو لوگ یہ مانتے ہیں کہ **یسوع** ہمارے بدلے لعنتی ہوا وہ اس سوال کا کیا جواب دیتے ہیں۔

اخبار وکیل کو کیا ہو گیا کہ وہ بعض وقت کسی معاملہ پر رائے زنی کرتا ہوا کہیں کا کہیں نکل جاتا ہے۔ چنانچہ یکم نومبر کی اشاعت میں ہمعصر مشیر دکن کے حوالے سے حجاز ریلوے کے چندہ کے لیے حیدرآباد دکن میں ۵ لاکھ روپے کی لاٹری کی تجویز کے عملی صورت میں آنے کو پسند کرتا ہے۔

تعجب کی بات ہے کہ **اسلام** اور اہل اسلام کی حمایت کا مدعی اخبار قرآن کریم کے اس حکم کی کچھ بھی پروا نہ کرتا ہوا **اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ** ۔ اگر اخبار وکیل حجاز ریلوے کا چندہ بذریعہ لاٹری جمع ہونا ہی پسند کرتا ہے اور اس مبارک کام میں ایسے ہی ناپاک مالوں کا لگنا اسے پیارا معلوم دیتا ہے تو پھر خدا ہی حافظ ہے۔

پہلے وکیل کو چاہیے تھا کہ لاٹری کے جواز پر ایک فتوی علما سے لیتا اور پھر تاکید کرتا ہمیں اپنے ہمعصر اس نوٹ کے لکھنے پر سخت افسوس ہے کہ اس نے ہرگز ہرگز اسلامی اصول اور قرآنی حکم پر غور نہیں کیا۔ ورنہ ایسی چیز کے پسندیدگی کیا معنے۔

بعض لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ قرآن شریف اور توریت شریف توحید الٰہی کے بیان میں برابر ہیں یا نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں توریت میں باریک مراتب کا کوئی ذکر نہیں کیونکہ توریت کی توحید کا منشا اس سے زیادہ نہیں کہ انسان انسان بُت حیوان عناصر یا اجرام فلکی کی پرستش سے باز رہے مگر قرآن شریف مراتب توحید کو بیان کرتے وقت ایک اعلیٰ درجہ پر لے جاتا ہے۔ جس پر غور کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت تامہ اور کمال کا بھی پتہ لگتا ہے چنانچہ قرآن شریف کے تین درجے توحید کے قرار دیئے ہیں

پہلا درجہ عوام کے لیے یعنی اُنکے واسطے جو خدا تعالیٰ کے غضب سے نجات پانا چاہتے ہیں۔

دوسرا درجہ خواص کے لیے جو عوام کی نسبت زیادہ تر قرب الٰہی کے ساتھ خصوصیت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

تیسرا درجہ خواص الخواص کیلئے جو قرب کے کمال تک پہنچنا چاہتے ہیں۔

اول مرتبہ توحید کا یہی ہے کہ غیر اللہ کی پرستش نہ کی جاوے اور ہر ایک چیز جو محدود اور مخلوق معلوم ہوتی ہے خواہ زمین پر ہے خواہ آسمان پر اسکی پرستش سے کنارہ کیا جاوے۔

اور **دوسرا** مرتبہ توحید کا یہ ہے کہ اپنے اور دوسروں کے تمام کاروبار میں مؤثر حقیقی خدا تعالے کو سمجھے اور اسباب پر اتنا زور نہ دے جس سے وہ خدا تعالے کے شریک ٹھیر جاویں مثلاً یہ کہنا کہ زید نہ ہوتا تو میرا یہ نقصان ہوجاتا

تیسرا مرتبہ توحید کا یہ ہے کہ خدا تعالے کی محبت میں اپنے نفس کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھانا اور اپنے وجود کو اسکی عظمت میں محو کرنا۔ یہ توحید تورےت میں ہرگز نہیں ہے

ایک آزاد خیال پوچھتا ہے کہ **عیسائی** ہوکر انسان اپنے اس مذہب کی رو سے جو انجیل میں بیان کیا گیا ہے سوسائٹی میں کیونکر رہ سکتا ہے؟ اور کیونکر تجارت کرسکتا ہے؟ جب کہ انجیل میں امیر بننے اور کل کی فکر کرنے سے منع کیا گیا ہے ایسا ہی کیا کوئی عیسائی فوج میں داخل ہو سکتا ہے جب کہ دشمن کے ساتھ محبت کرنے کا حکم دیا گیا ہے

لودھیانہ کا عیسائی اخبار ان باتوں کا معقول جواب دے تو بیشک انجیل پر احسان کرے۔

عسل مصفیٰ۔

مولفہ جناب مرزا خدا بخش صاحب حضرت اقدس کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضات کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۴۴۸ صفحہ کی کتاب قادیان میں قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیرکوٹلہ میں حکیم محمد زمان صاحب سے ۶/۸ (عہ) قیمت کو علاوہ محصول ڈاک مل سکتی ہے۔

قرآن شریف

کے دہلوی زندہ مترجموں کی خدمت میں ضروری التماس

من آنچہ شرط بلاغ ست با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

میرزا **حیرت** صاحب ایڈیٹر کرزن گزٹ نے جب سے قرآن شریف کے جدید ترجمہ کا اعلان شائع کیا ہے اور جدید ترجمہ کی ضرورت بتاتے ہوئے ڈپٹی **نذیر احمد** صاحب کے ترجمہ قرآن کی غلطیاں (خواہ بلحاظ زبان خواہ اصل ترجمہ) شائع کی ہیں اس وقت سے مسلمانوں کی اخباری دنیا میں عجیب بحث شروع ہوگئی ہے۔ یہ بحث ہماری خوشی کا موجب ہوتی اور مسلمانوں کی بہتری کا باعث بنتی اگر اس کا مقصد قرآن شریف کی عزت اور جلال ہوتا مگر جسقدر تحریریں آجتک فریقین کیطرف سے شائع ہوئی ہیں ان کو پڑھکر ہم جس نتیجہ پر پہونچے ہیں وہ یہی کہ حمایت قرآن کریم اور نصرت دین قویم مقصود نہیں بلکہ یہ جھگڑا اور بحث اسی طرز کا ہے جو تجارت کے اصول کمپٹیشن (مقابلہ) میں ہوتا ہے اگر حقیقت یہاں تک ہی محدود ہے جیسا کہ تحریروں سے مترشح ہوتا ہے تو ہم افسوس سے کہتے ہیں۔

فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ۔

اور اگر ہم اس نتیجہ کے اخذ کرنے میں غلطی پر ہیں اور مقدمات (جنکی بنا پر یہ نتیجہ نکلتا ہے) کی صحیح ترتیب میں ہمیں مغالطہ ہوا ہے تو ہماری خوشی بڑھ جائیگی اگر دہلی کے زندہ رقیب مترجم ہماری اس تحریر کے جواب میں کوئی قابل اطمینان امور پیش کرسکیں گے۔

اس مختصر سے نوٹ میں ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مرزا حیرت کے ترجمہ اور ان اعتراضوں پر جو انھوں نے ڈپٹی نذیر احمد کے ترجمہ پر کیے ہیں ریویو کریں یا ان جوابوں پر ریمارک کریں جو ڈپٹی صاحب کے ڈیفنس میں دیے گئے ہیں۔ بلکہ اس کام سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ یہ بحث ایک نتیجہ خیز رنگ اور مفید مطلب صورت میں آجاوے۔ ہمیں شک نہیں کہ ڈپٹی صاحب کے ترجمہ میں غلطیاں ہیں اور انکی اصلاح کی ازبس ضرورت ہے مگر مرزا حیرت صاحب نے جو نمونہ ترجمہ کا پیش کیا ہے یا جو اعتراض کیے ہیں انکو خطا اور غلطی سے مبرا مان لینا یہ ہمارے نور قلب کے خلاف ہے جب کہ ہم انہیں خطرناک غلطیوں کا موجود ہونا پاتے ہیں۔ خود مرزا حیرت صاحب اپنے ترجمہ کو کالوحی من السماء مانتے ہوں تو انکا اختیار ہے۔ مگر حقیقت الامر یہی ہے کہ ان کا ترجمہ اور اعتراض بجائے خود بہت سی غلطیاں اپنے اندر رکھتے ہیں جو انشاء اللہ پیش کی جائیں گی۔

ہاں

تو اصل غرض جو ہم اس نوٹ کی تحریر سے رکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ بات تو دونوں مترجموں کے نزدیک مسلم ہے کہ قرآن شریف کے جدید ترجمہ کی ضرورت ہے اسی ضرورت کو مدنظر رکھکر ڈپٹی صاحب نے اپنا ترجمہ شائع کیا اور مرزا حیرت صاحب اسکی اشاعت کے فکر میں ہیں۔

ہم بھی اس ضرورت کے ساتھ متفق ہیں۔ مگر غور طلب امر یہ ہے کہ وہ ترجمہ جو ملک اور قوم کے سامنے پیش کیا جاوے اسمیں ہونا کیا چاہیے اور وہ کون سے امور ہیں جنکے نہ ہونے کی وجہ سے قرآن تحریف

کی عزت پر ہاتھ مارنے کا موقع خبیث فطرت لوگوں کو ملا ہے۔

یہ ایک مبسوط مضمون ہے جو اس نوٹ میں نہیں آسکتا۔ بہرحال ہم جانتے ہیں ڈپٹی صاحب اور مرزا حیرت صاحب اس سے ناواقف نہیں کسی حد تک ضرور آگاہ ہیں۔

پس یہ ضروری ہوا کہ اس ترجمہ میں جو شائع کیا جاوے ان امور کو مدنظر رکھا جاوے لیکن چونکہ ہم مرزا حیرت صاحب کے ترجمہ اور ان کے فہم قرآن کریم کے قائل نہیں یا یہ کہو کہ ہمیں کچھ علم نہیں کہ انھیں قرآن کیسا آتا ہے اور ایسا ہی ڈپٹی صاحب کے ترجمہ کو پڑھکر ہم کہتے ہیں کہ وہ کافی نہیں اور بہت سی غلطیاں اپنے اندر رکھتا ہے

پس

قرآن شریف کا ایک صحیح اور ناقابل اعتراض یا کم از کم قرآن شریف کی عظمت اور جلال کو ظاہر کرنے والا اور موجودہ اعتراضوں سے بچانے والا ایک ترجمہ شائع کیا جاوے خواہ مرزا حیرت شائع کریں یا ڈپٹی نذیر احمد یا کوئی اور اس کے لیے بہترین طریق یہی ہوسکتا ہے۔

کہ مرزا حیرت صاحب ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ اور ان کے حواشی پر جسقدر اعتراض رکھتے ہیں وہ سلسلہ وار شائع کریں اور ان پر تہذیب اور شائستگی کو ملحوظ رکھکر معقول وجوہات اعتراض بتائیں۔ اور پھر اس کے بالمقابل اپنا ترجمہ پیش کریں۔ ڈپٹی صاحب اس خیال کو چھوڑ دیں کہ وہ بڑے دولتمند ہیں یا بڑے طلیق اللسان لکچرار مشہور ہیں وہ اپنی ان ساری بزرگیوں کو الگ رکھیں اگر انھیں قوم اور اسلام اور قرآن کی خدمت منظور ہے وہ نہایت نرمی سے اور متانت سے جس میں نفسانیت کو ذرا بھی دخل نہ ہو اور ذاتی نکتہ چینی ہرگز نہ ہو مرزا حیرت کے اعتراضوں کا معقول جواب لکھیں اور جو غلطیاں انکی رائے میں واقعی ہوں انکو تسلیم کریں ان مضامین پر اور صاحب جو قرآن شریف کا مذاق اور کلام الٰہی سے محبت رکھتے ہوں محض خدا ترسی اور قرآنی جلال کو مدنظر رکھکر ریمارک کریں۔

مرزا حیرت صاحب اور ڈپٹی صاحب ان ریمارکس کو پڑھ کر ہر ایک اپنی جائز غلطی کا اعتراف کرے۔ چنانچہ اس محاکمہ میں **الحکم** بھی بفضلہ تعالےٰ بہت بڑا پارٹ لینے کو طیار ہے اور وہ اپنے مخدوم مکرم شیخ حضرت مولنا حاجی نورالدین صاحب بھیروی کی (جو قرآن شریف کے عاشق ہیں اور برسوں سے جنکا معمول ہے کہ ایک وسیع معلومات سے بھرا ہوا ہر روز قرآنی درس دیتے ہیں) گرانقدر نوٹ اس محاکمہ میں شائع کرنے کی امیدوار ہے اس صورت میں امید کی جھلک دکھائی دیتی ہے کہ قرآن شریف کی خدمت ہو سکے گی۔

ہم اس مضمون کو اب مختصر کرنا چاہتے ہیں اگر مرزا حیرت صاحب واقعی قرآن شریف کی خدمت اور مسلمانوں کی بہتری کا خیال دل میں لیے ہوئے ہیں اور نری تجارت مقصود نہیں اور ایسا ہی ڈپٹی صاحب کے دل میں ضد اور حسد نہیں تو وہ ہماری اس بیغرضانہ رائے کو تسلیم کرلیں گے اور ہمیں اطلاع دیکر مشکور فرماویں گے۔ ورنہ ہم نے اپنا پیام ان تک پہونچا دیا۔ اور کسی اگلی اشاعت سے اس سلسلہ کو انشاء اللہ تعالیٰ شروع کریں گے۔ جس کا ہم نے اوپر کہیں ذکر کیا ہے۔ چونکہ الحکم کا ایڈیٹر بھی اپنے مخدوم مکرم حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے درس قرآن مجید سے لیے ہوئے نوٹس کو مرتب کرکے ایک مختصر سی تفسیر شائع کررہا ہے اس لیے ایک ایک کاپی ہم ڈپٹی صاحب اور مرزا حیرت صاحب کے پاس بھیجدیتے ہیں تاکہ انھیں اپنے خیالات کے اظہار کا موقع مل سکے۔

ہم انھیں یقین دلاتے ہیں کہ اگر وہ کوئی مقام معقول وجوہات کی بنا پر قابل اصلاح بتائیں گے تو ہمیں اس کے معقول ہونے کی صورت میں تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا بالآخر ہم امید کرتے ہیں کہ دہلی کے زندہ دل [illegible] اس اہم معاملہ پر قرآن شریف کی عزت اور عظمت کے لیے اور اسلام کی خدمت کی خاطر پوری توجہ کریں گے

نوٹ

اعتراضوں اور غلطیوں سے مراد اردو زبان دانی کی غلطیاں نہیں انکو سرِدست الگ رکھا جائیگا۔ پہلے وہ غلطیاں پیش کی جائیں اور قرآن شریف کی اُس آیت کو لکھنا چاہیے جس کے معارض یا خلاف وہ مضمون پڑتا ہے یا کسی صحیح مرفوع متصل حدیث کے خلاف یا صحیح تاریخ کے خلاف یا علوم جدیدہ کے خلاف مختصر ہے طول طویل اختلاف اور جھگڑے پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔

بیعت

محمد عارف صاحب والدہ محمد عارف صاحب ہمشیرہ محمد عارف صاحب والا خوند محمد رمضان صاحب حکیم ساکن کمال وٹیرہ تعلقہ کندیارہ ضلع حیدرآباد سندھ۔

زین العابدین صاحب۔ فتح پور گجرات پنجاب رجمنٹ نمبر ۲۱ کمپنی نمبر ۱ سپاہی بنگاپور۔

مستری اللہ رکھا صاحب۔ مراد پور سیالکوٹ

مولوی محمد حسین صاحب۔ سرپہ والا ریاست فریدکوٹ ڈاکخانہ کوٹ کپورہ

نعمت اللہ صاحب ولد عالم۔ ملہو۔ سیالکوٹ

محمد اسمٰعیل صاحب ابن عبد القادر صاحب مرحوم۔ محمد بلاک پلی نمبر مکان ۲۰ معسکر بنگلور۔

مولا بخش صاحب ولد کریم بخش صاحب ساکن بلند شہر حال کیمپ متعلقہ ملازم اسٹیشن کوئٹہ۔

حکیم عبد الحکیم صاحب۔ ٹولے کے ضلع گجرات پنجاب ڈاکخانہ ٹولے کے۔

برکت علی صاحب۔ اسٹیشن ہاتیان ضلع پشاور لین نوشہرہ ورکی۔

دارالامان

(۱)

حضرت اقدس جری اللہ فی حلل الانبیاء بحمد اللہ بخیریت ہیں اس ہفتہ میں دو روز نصیب دشمناں خدام والا کی طبیعت ناساز رہی۔ جو لوگ یہاں رہتے ہیں وہ ان حقائق اور معارف کو جو اس برگزیدہ الٰہی کے منہ سے باوجود اس قسم کے ضعفوں اور کمزوریوں کے نکلتے ہیں دیکھتے ہیں تسلیم کرتے ہیں کہ فی الحقیقت وہ اعجازی قوت اپنے اندر رکھتے ہیں۔

حضرت اقدس کے اہلبیت بھی خدا تعالیٰ کا احسان ہے تندرست ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مبارک احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد اتفاقاً زینہ کی گر پڑے اور آپ کے سر اور جبین اور رخسارہ پر چوٹ آئی تھی مگر خدا نے اپنا فضل کیا اور صاحبزادہ صاحب ضرب شدیدہ سے بچ گئے۔

(۲)

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب بھی بحمد اللہ بخیریت ہیں اور خدمت دین میں مصروف ہیں۔

جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی والدہ مکرمہ جو ضعیفہ ہیں ان کی علالت طبع کی خبریں متواتر آتی رہیں اور مولوی صاحب جو اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے ہیں سیالکوٹ جانے کے لیے طیار بھی ہوئے مگر چونکہ آپ نے بہت بڑی دینی خدمت اختیار کر رکھی ہے یعنی حضرت اقدس کی خط و کتابت اور خطبہ الہامیہ کے پروف پڑھنے اور نماز میں امام ہونے کے علاوہ الحکم کے لیے بھی حتی الوسع مضامین لکھنے اور الحکم کے بعض پروف پڑھنے اور تفسیر کے مسودوں اور پرچوں کا پڑھنا وغیرہ وغیرہ غرض حضرت اقدس کے حکم سے آپ نے اپنا سفر سیالکوٹ کا ملتوی کیا۔ اس امر کے اظہار کی ضرورت ہمیں اس لیے پڑی ہے کہ

ہم دین کو دنیا پر مقدم کرینگے

عملی نمونہ دکھانا چاہتے ہیں۔ ایک ضعیفہ اور مہربان والدہ کی بیماری کی خبر اور پھر اکلوتے بیٹے کو پہونچے اس کا جسقدر مضطر اور بیقرار ہونا مانا جاوے ممکن ہے۔ مگر انشراح صدر کے ساتھ بدون کسی قسم کی گھبراہٹ اور اضطراب کے امام کے حکم کو مقدم کر لینا آسان نہیں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو یہ فضل عطا فرماوے۔ آمین۔

(۳)

قاضی یوسف علی صاحب نعمانی کا انتقال ہو گیا انا للہ و انا الیہ راجعون مرحوم گذشتہ پندرہ سولہ روز تک بالکل تندرست رہا جو حضرت اقدس کی قبولیت دعا کا اثر تھا تمام امراض جاتے رہے تھے اور کئی کئی سو قدم ٹہلنے لگے تھے انتقال سے ایک روز کی رات جو دن کو انتقال ہوا نہایت تندرست تھے اور مغرب اور عشا کی نماز با جماعت پڑھی اور رات کے ایک بجے تک باتیں کرتے رہے آخر چونکہ موت تو سب کے لیے مقدر ہے کسی نئے قلبی عارضہ سے ۷ر نومبر ۱۹۰۱ء انتقال ہو گیا۔ حضرت اقدس مرتے دم تک پوری ہمدردی فرماتے رہے اور بار استفسار حالات کرتے رہے اور دواؤں کے ادل بدل کرنے میں سعی کرتے رہے علی ہذا القیاس حضرت مولوی نورالدین صاحب بھی پوری سعی میں سرگرم رہے جسکو دیکھکر واقعی آرزو کرنی پڑتی ہے کہ خدا تعالیٰ اگر موت دے تو امام کے قدموں میں۔ آمین حضرت اقدس نے ساری جماعت حاضرہ کو لیکر مرحوم کا جنازہ پڑھا اور خود امام بنے۔ اور عشا کے بعد مرحوم کو دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ انکو اپنی رحمت سے جنت میں جگہ دے اور انکی اولاد و اقربا کو صبر جمیل عطا فرماوے۔

(۴)

۹ نومبر ۱۹۰۱ء کو ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب لاہور سے تشریف لائے ڈاکٹر صاحب اپنے امتحان سے فارغ ہو چکے ہیں خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ کامیاب اور فائز المرام ہوں۔ آمین۔

(۵)

۹ نومبر ۱۹۰۱ء کو حضور شہنشاہ عالم پناہ قیصر ہند کی سالگرہ کی تقریب پر تعلیم الاسلام ہائی سکول ایک یوم کے لیے بند کیا گیا

ضلع گورداسپور کی خوش قسمتی

ہم نہایت خوشی کے ساتھ اس خبر کو درج کرتے ہیں کہ یکم نومبر ۱۹۰۱ء سے گورداسپور کی ڈپٹی کمشنری کا چارج ہمارے مخدوم میجر ڈوالس صاحب نے لیا ہے میجر ڈوالس صاحب کی بیدار مغزی اور رعایا پروری اور معدلت گستری مشہور ہے چنانچہ ضلع امرتسر اور سیالکوٹ کے لوگ صاحب ممدوح کو اب تک یاد کرتے ہیں۔

الحکم کو سب سے زیادہ خوشی اس لیے بھی ہے کہ الحکم کا پہلا نمبر آپکی موجودگی اور اجازت ہی سے امرتسر میں شائع ہوا تھا اور ایڈیٹر الحکم کو صاحب ممدوح کی خدمت میں ذاتی نیاز حاصل ہے چنانچہ سنہ ۹۸ء میں اس نے بحیثیت سپیشل پولیس آفیسر صاحب ممدوح کی خوشنودی مزاج کا پروانہ بھی حاصل کیا تھا اور اب جبکہ الحکم ضلع گورداسپور کی حدود میں شائع ہوتا ہے صاحب ممدوح سے ہمیں واثق امید ہے کہ وہ ہماری گذارشوں پر جیسا کہ ان کا معمول ہے توجہ فرماتے رہیں گے غرض ہم آپ کے اس تقرر پر ضلع گورداسپور کی رعایا کو مبارکباد دیتے ہیں۔۔۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبریں

ڈاکٹر مرزا **یعقوب بیگ** صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم نے تین ماہ کی رخصت محض اس خیال سے لی ہے کہ وہ تین مہینے پورے حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن کی صحبت میں رہکر روحانی فیوض وبرکات حاصل کریں۔

جناب خانصاحب **نواب خان** صاحب تحصیلدار گجرات نے ڈیڑھ ماہ کی رخصت لی۔

جناب شیخ **رحمت اللہ** صاحب پرو پرائٹر بمبئی ہوس لاہور مع الخیر سفر انگلستان سے واپس آ گئے آپ کا ارادہ سیدھے دار الامان تشریف لانے کا تھا مگر اپنے بھائی صاحب کی علالت طبع کی وجہ سے پہلے لاہور پہونچے اور آج اپنے بھائی شیخ عبد الرحمن صاحب کے ساتھ دار الامان پہونچ گئے اور بوجہ کثرت کار آج ہی واپس

سیٹھ **احمد الدین** صاحب افریقہ سے واپس آکر جہلم میں پہونچ گئے ہیں جہاں اُنکا پتہ یہ ہوگا۔
(سیٹھ احمد الدینصاحب مارکیٹ قصابان جہلم۔)

مولانا مولوی **برہان الدین** صاحب جہلمی نے مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعت السنہ کو ایک رجسٹرڈ خط لکھا ہے جسکی ایک نقل ہمیں بھی ملی ہے اگلی اشاعت میں انشاء اللہ اُسے درج کریں گے۔

حضرت **مرسل اللہ** عربی کتاب کی تصنیف میں بدستور مصروف ہیں اس کتاب کی اشاعت سے پہلے حضرت اقدس ایک مختصر سا اشتہار مصری رسالہ **المنار** کو خطاب کرکے لکھنے والے ہیں۔ چنانچہ یہ لطیف اشتہار بہت جلد شائع ہونیوالا ہے۔

حضرت مولانا مولوی **عبد الکریم** صاحب سکرٹری کونسل ٹرسٹیاں مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان اطلاع دیتے ہیں کہ ٹرسٹیان مدرسہ تعلیم الاسلام کی اطلاع کے لیے شائع کیا جاوے کہ دسمبر ۱۹۰۱ء کے ایام کرسمس میں کونسل ٹرسٹیان مدرسہ کا اجلاس بعض ضروری امور متعلقہ مدرسہ پر غور کرنے کے لیے بمقام قادیان ہوگا اس لیے اُمید کی جاتی ہے کہ معزز ٹرسٹی صاحبان ضرور تشریف لائینگے

خبریں

سی۔ ایل۔ ڈنڈاد صاحب رخصت سے واپس آنے پر آر سانکس صاحب کی جگہ جو قلیل رخصت پر جاتے ہیں قائمقام ڈائرکٹر کا غذات زمین مداعت پنجاب ہوں گے۔

لالہ بندرابن صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بھائی ہو تو سنگہ صاحب کی جگہ جو بنوں کو تبدیل ہوئے ہیں شاہ پور جائیں گے۔

بی۔ این یاسور تھ سمتھ صاحب رخصت سے واپس آنے پر بندوبست کا کام لے لینے کے لیے بھیجو جائینگے

سی۔ ایچ اٹکنس صاحب رخصت سے واپس آکر پھر ضلع لاہور کا اہتمام لیں گے۔

بی۔ ایل۔ بارکر صاحب پیرزر صاحب کی جگہ جو ڈیرہ اسمٰعیل خان کو جاتے ہیں راجن پور میں تعینات کیے گئے۔

ڈبلیو۔ سی۔ رینوف صاحب اپنے خاص کام کے ختم ہونے پر ایس ولبر فورس صاحب کی جگہ جو بطور ڈسٹرکٹ جج جالندھر کے واپس جاتے ہیں ہوشیار پور کے ڈپٹی کمشنر ہوں گے۔

اے ڈبلیو۔ جے نالبٹ صاحب اسسٹنٹ کمشنر لاہور حصار کو تبدیل ہوئے اور شیخ سراج الدینصاحب جھنگ سے لاہور بھیجے گئے۔

ایف ڈبلیو کیٹا مرے صاحب اسسٹنٹ کمشنر رخصت سے واپس آنے پر سرسہ میں تعینات کیے جائیں گے۔

نئی کتابیں

مسلمانوں کا خدا اور اُس کے حضور میں دعا۔ یہ مختصر سا رسالہ قابل دید ہے قیمت ۱ر
آسمانی فیصلہ۔ جس میں حضرت اقدس حجۃ اللہ نے مخالفین پر بذریعہ دعا اور پیشگوئیوں اور تفسیر قرآن کریم کے ذریعہ اپنی سچائی کا ثبوت پیش کیا ہے اور ان لوگوں نئیں مقابلہ کرنے کی دعوت کی ہے۔ قیمت ۲ر
دو خط حضرت مولوی نور الدین صاحب حکیم الامت کے دو خط جنہیں سے ایک مسئلہ ناسخ و منسوخ پر اور دوسرا ایک شیعہ کے رد میں ہے قیمت ۲ر
یہ کتابیں دفتر اخبار الحکم یا حکیم فضل الدینصاحب سے مل سکتی ہیں محصولڈاک بذمہ خریدار۔

تفسیر القرآن پارہ دوم

کی طبع کا کام شروع ہے ہمارے اکثر قدردان مربیوں نے ایک روپیہ پیشگی بطور سرمایہ دینا منظور فرمالیا ہے ایک معقول تعداد کے بعد ان بزرگوں کے نام درج اخبار کیے جائیں گے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے لئے چھپا

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل انگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز! انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد از تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف۔ بصارت۔ تاریکی چشم دھند جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ ببل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھتی ہے اور عینک کی بھی ضرورت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یکساں مفید ہے قیمت اسلئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمے سے فائدہ اٹھاویں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ سے ۲ خاص ممیرا فیماشہ عہ روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دینا۔

ترکیب استعمال۔ سرمہ بغرض حفاظت وتقویت بینائی صرف ایک دفعہ دن میں استعمال کرنا چاہیے کھانے پینے میں کسی قسم کا پرہیز نہیں بہرائے دفعہ امراض چشم دن میں دو دفعہ استعمال کرنا چاہیے ہر ایک قسم کی ترش دوائی اشیاء اور گرم مصالحہ جات اور اشیاء ترش سے پرہیز لازمی ہے۔ جہانتک ہوسکے دوائی مذکور کو ہوا سے محفوظ رکھنا چاہیے ترکیب استعمال ممیرا ایک رتی خالص ممیرہ دو تولہ مصری عمدہ قسم سرمہ میں حل کرکے دن میں دو مرتبہ استعمال کریں۔

نوٹ۔ اگر مصری سرمہ دستیاب نہ ہوسکے۔ تو اس کارخانہ سے بحساب ۴ر تولہ منگوا سکتے ہیں۔ پرہیز ترش گرم اور نفخی اشیاء سے پرہیز لازمی ہے۔ نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

حضرت اقدس مسیح موعود کا مبارک خط

مشفقم سردار صاحب۔ عرصہ کچھ عرصہ گذرا ہے کہ آپ سے ایک تولہ سرمہ منگوایا تھا وہ متفرق طور سے خرچ ہوا۔ لوگوں نے فائدہ بیان کیا۔ اب میرے گھر میں چند عوارض یعنی کدورت نظر دیا نی جانے کی وجہ سے ضرورت ہے شاید اس سرمہ سے فائدہ ہو یہ بھی معلوم ہے کہ میں اپنی ذاتی غرض کے لئے سرمہ طلب کرتا ہوں۔ آپ براہ مہربانی ایک تولہ سرمہ بذریعہ ویلیو پے ایبل ارسال فرماویں

الراقم مرزا غلام احمد

از قادیان ضلع گورداسپور

بعد تسلیم واضح رہے شریف صاحب کہ میں جناب سے سرمہ سفید ممیرے کا منگوایا تھا استعمال سے بہت ہی مفید پایا گئی ادویوں کے پھولے دور ہوگئے خود مجھ کو پڑوال پڑ گیا تھا۔ وہ سرمہ کے استعمال سے جاتے رہے اور کارنیا و آنکھ کا ڈیلا بالکل خراب ہوگیا تھا وہ بھی درست ہوتا جاتا ہے پہلے میں دور کے آدمی کو پہچان نہیں سکتا تھا اب دور کی چیز بھی دیکھ سکتا ہوں۔ اور اخبار بھی پڑھ سکتا ہوں۔ آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں ایک تولہ سفید سرمہ ممیرے کا بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔ ۲ مارچ سنہ ۱۹ راقم ڈاکٹر

ہر یرام پنشنر مقام بالکوٹ ضلع ہزارہ

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہے ایک بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ سنہ ۱۹ میں جمع کیا گیا ہے۔

لو احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایجنٹ کے اہتمام سے چھپا۔

خدا کے پاس کیا نہیں۔ اگر ایمان قوی نہ ہو تو انسان خدا سے بدظن ہو جاتا ہے۔ اور پھر تعویذ گنڈے کرنے لگتا ہے۔ اور غیر اللہ کی طرف جھک جاتا ہے۔ پس مومن بننا چاہیے۔ **دعا کے لئے** حصول ہیں۔ میں نے بہت دفعہ بیان کیا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کبھی اپنی منواتا ہے۔ اور کبھی مومن کی مانتا ہے اس کے سوا چونکہ ہم تو علیم نہیں۔ اور نہ اپنی ضرور توں کے نتائج سے آگاہ ہیں۔ اس لئے بعض وقت ایسی چیزیں مانگ لیتے ہیں۔ جو ہمارے لئے مضر ہوتی ہیں پس وہ دعا تو قبول کر لیتا ہے۔ اور جو دعا کرنے والے کے واسطے مفید ہوتا ہے وہ اُسے عطا کرتا ہے جیسے ایک زمیندار کسی بادشاہ سے ایک اعلیٰ درجہ کا گھوڑا مانگے۔ اور بادشاہ اس کی ضرورت کو سمجھکر اُسے عمدہ بیل دیدے۔ تو اس کے لئے وہی مناسب ہو سکتا ہے۔ دیکھو ماں بھی تو بچے کی ہر خواہش کو پورا نہیں کرتی۔ اگر وہ سانپ یا آگ لینا چاہے تو کب دیتی ہے۔

پس خدا تعالیٰ سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اور تقوے اور ایمان میں ترقی کرنی چاہیے۔ ''

اس کے بعد دو چار ادہر اُدہر کی باتوں میں ریا کا ذکر آ گیا۔ فرمایا **ریا** کی رفتار بہت دھیمی ہوتی ہے۔ اور وہ چیونٹی سے بھی باریک چلتی ہے ہر تحسین اور توہین میں ریا کا ایک شعبہ ہوتا ہے یہانتک کہ مومن کو چاہیے اگر اُسے کسی کی طرف سے کوئی نیکی اور فائدہ پہونچے اگر وہ اس کی تحسین سے پہلے خدا کی تعریف نہیں کرتا تو یہ بھی ریا میں داخل ہے۔ ایسا ہی کسی تکلیف یا بدی کے وقت ضروری ہے کہ خدا کی حکمت کو مدنظر رکھے۔

مومن کا کمال تو یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے ان تعلقات کو جو خدا تعالےٰ کے ساتھ رکھتا ہے کبھی پسند نہیں کرتا کہ دوسروں کو اس کا علم ہو بلکہ بعض صوفیوں نے لکھا ہے کہ جب مومن خدا تعالیٰ کے ساتھ شدت ارتباط اور محبت کی وجہ سے گوشہ تنہائی میں اپنی مناجات کر رہا ہو اس وقت کوئی اس کو دیکھ لے تو وہ اس سے زیادہ شرمندہ ہوتا ہے جیسے کوئی زناکار عین زناکاری کے وقت پکڑا جاوے۔

پس ریا سے بچنا چاہیے اور اپنے ہر قول وفعل کو اس سے محفوظ رکھنا چاہیے ''

---

۴ نومبر ۱۹۰۱ء سیر حسب معمول

حضرت اقدس سیر کو نکلے۔ اکثر احباب حضور کے ہمراہ تھے۔ انگریزی رسالہ کا ذکر ہوتا رہا اسی سلسلہ میں فرمایا کہ میں یقین کرتا ہوں۔ کہ جسقدر وقت سیر اگذرتا ہے وہ سب عبادت ہی ہے اس لئے کہ اگر کوئی نماز پڑھتا ہے۔ دو چار رکعت تو اس میں کچھ دل حاضر ہوتا ہے کچھ غیر حاضر مگر جس کام میں میں لگا ہوا ہوں اس کا اصل مقصد خدا تعالےٰ کی عظمت اور جلال کو قائم کرنا ہے پھر سارا وقت حضور قلب میسر رہتا ہے اور کوئی دن نہیں جاتا کہ میں شام تک دو چار لطیف باتیں حاصل نہ کر لوں۔

رات بہت بڑی رات گذر گئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کی طرف جو توریت میں ہے اور آجتک کسی نے اسپر توجہ نہیں کی۔ مگر خدا نے مجھے اس کی طرف متوجہ کیا پس اسیوقت میں نے توریت نکالی اور اسکو دیکھا جو لوگ علوم الہیہ اور اس کے استعارات سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کو بیشک اس میں مزا آئیگا۔ مگر جو حقایق سے حصہ نہیں رکھتے وہ اسپر ہنسی کرینگے وہ پیشگوئی اس طرح پر ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ جب ہاجرہ کو اور اسماعیل کو حضرت ابراہیم علیہ السلام چھوڑ آئے تو ان کے پاس ایک پانی کی مشک دیکر چھوڑ آئے۔ جب وہ ختم ہو گئی اور حضرت اسماعیل پیاس کی شدت سے تڑپنے لگے اور قریب المرگ ہو گئے تو حضرت ہاجرہ ان کی اس حالت کو نہ دیکھ سکی اور کچھ فاصلے پر جا بیٹھی۔ وہاں لکھا ہے کہ تیر کے ٹپے پر۔ اسوقت ہاجرہ چلائی اور خدا کے فرشتہ نے اس کو پکارا اور کہا کہ اے ہاجرہ مت ڈر اٹھ لڑکے کو اٹھا۔ غرض پھر ہاجرہ کو ایک کنواں نظر آیا جہاں سے اس نے مشک بھری۔

اب غور طلب بات یہ ہے۔ کہ فرشتہ نے جو ہاجرہ کو کنواں دکھایا تھا اسی میں ایک پیشگوئی تھی اسپر میرے دل میں فوراً یہ آیت گذری وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا کذالک یبین اللہ لکم آیتہ لعلکم تھتدون

ابراہیم کا پانی جب ختم ہو چکا تو اسماعیل قریب المرگ ہو گیا۔ اسوقت خدا نے اس سے بچا لیا اور ایک اور کنواں پانی کا اسے دیا گیا۔ عرب والے بھی اسماعیل کی اولاد ہونے کے سبب سے گویا اسماعیل ہی تھے جب ہدایت اور شریعت کا ان میں خاتمہ ہو گیا اور قریب المرگ ہو گئے تو خدا تعالےٰ نے ایک نئی شریعت انپر نازل کی اور یہ اس آیت میں اشارہ ہے۔

غرض یہ پیشگوئی ہے جس کی طرف پہلے کسی نے توجہ نہیں کی۔ ''

فٹ نوٹ۔ اس خیال سے کہ ناظرین پورے طور پر اس پیشگوئی کو سمجھ لیں۔ اصل الفاظ پیدائش کی کتاب کے ۲۱ باب کی ۹ آیت سے لیکر ۲۱ آیت تک ذیل میں لکھتے ہیں۔ اور اس کی مزید تشریح بھی کرنا چاہتے ہیں۔ وہ آیتیں یہ ہیں۔ پیدائش باب ۲۱ آیت ۹ سے لیکر ۲۱ تک۔

اور سرہ نے دیکھا کہ ہاجرہ مصری کا بیٹا جو وہ ابراہام سے جنی تھی ٹھٹھے مارتا ہے تب اس نے ابراہام سے کہا کہ اس لونڈی اور اس کے بیٹے کو نکال دے کیونکہ اس لونڈی کا بیٹا میرے بیٹے اضحاق کے ساتھ وارث نہ ہوگا۔ پر اپنے بیٹے کی خاطر یہ بات ابراہام کی نظر میں نہایت بُری معلوم ہوئی +

خدا نے ابراہام سے کہا کہ وہ بات اس لڑکے اور تیری لونڈی کی بابت تیری نظر میں بُری نہ معلوم ہو۔ ہر ایک بات کے حق میں جو سرہ نے تجھے کہی اس کی آواز پر کان رکھہ کیونکہ تیری نسل اضحاق سے کہلائیگی۔ اور اس لونڈی کے بیٹے سے بھی ایک قوم پیدا کروں گا اس لئے کہ وہ بھی تیری نسل ہے تب ابراہام نے صبح سویرے اٹھکر روٹی اور پانی کی ایک مشک لی اور ہاجرہ کو اس کے کاندھے پر دھر کر دی اور اس لڑکے کو بھی اور اُسے رخصت کیا وہ روانہ ہوئی اور بیرسبع کے بیابان میں بھٹکتی پھرتی تھی اور جب مشک کا پانی چک گیا تب اُس نے اس لڑکے کو ایک جھاڑی کے نیچے ڈال دیا اور آپ اس کے سامنے ایک تیر کے ٹپے پر دور جا بیٹھی کیونکہ اس نے کہا کہ میں لڑکے کا مرنا نہ دیکھوں سو وہ سامنے بیٹھی اور چلا چلا کے

روئی تب خدا نے اُس لڑکے کی آواز سُنی اور خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا اور اسے کہا کہ اے ہاجرہ تجھکو کیا ہوا مت ڈر کہ اس لڑکے کی جہاں وہ پڑا ہے خدا نے سُنی۔ اُٹھ اور لڑکے کو اٹھا اور اُسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کہ میں اُس کو ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ پھر خدا نے اُسکی آنکھیں کھولیں اور اُس نے پانی کا ایک کنواں دیکھا اور جاکر اس مشک کو پانی سے بھر لیا اور لڑکے کو پلایا اور خدا اُس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑھا اور بیابان میں رہا کیا اور تیرانداز ہوگیا اور وہ فاران کے بیابان میں رہا اور اس کی ماں نے ملک مصر سے ایک عورت اس سے بیاہنے کو لی ۔

ان آیتوں پر پوری نظر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے فرشتہ نے ہاجرہ سے کلام کیا اور یہ گویا ایک قسم کی کشفی حالت تھی چنانچہ ۱۹ آیت میں صاف لکھا ہے پھر خدا نے اس کی آنکھیں کھولیں۔

اس کنوئیں والے کشف کو سمجھنے کے لئے ناظرین پیدایش کے ۱۶ باب کی ۷ سے لیکر ۱۴ آیت تک پڑھ لیں۔ اس میں اسمٰعیل کی پیدایش سے بھی پہلے ایک طرح اس واقعہ کیطرف اشارہ ہے۔

غرض حضرت اقدس نے جو اس پیشگوئی کو بیان فرمایا ہے بالکل عجیب اور نرالی ہے اور قرآن شریف نے اس کی ہی طرف وکنتم علٰی شفا حفرۃ من النار اشارہ فرمایا ہے کیونکہ قرآن کریم کے یہ الفاظ کذالک یبین اللہ لکم آیٰتہ لعلکم تھتدون صاف بتاتے ہیں۔ کہ یہاں بھی اسی پیشگوئی کی طرف ایما ہے اور شریعت الٰہیہ کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی اصطلاح میں پانی کہ ہی مثال دی ہے ہم انشاءاللہ دوسرے وقت اس پر ذرا اور وضاحت کہ بحث کریں گے ۔ (ایڈیٹر)

پھر اس پیشگوئی کے متعلق بھی اسی سیر میں ذکر ہوا کہ یہ جو لکھا ہے خدا سینا سے آیا اور سعیر طلوع کیا اور فاران پر چمکا یہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے قرآن شریف میں جو لکھا ہے ھذا البلد الامین یہ اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے اگر کوئی یہ کہے کہ فاران پر اسماعیل کی اولاد آباد نہیں ہوئی تو یہ غلط ہے اس لئے کہ خود توراۃ* میں لکھا ہے۔

غرض اس پیشگوئی پر اور مثیل موسےٰ کی پیشگوئی پر مختصر سا تذکرہ فرمایا اور اس جدید پیشگوئی پر گفتگو فرماتے رہے جو ہم نے پہلے لکھی ہے۔ اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم۔ آمین۔

شام دارالامان

یکم نومبر ۱۹۰۱ء حضرت اقدس جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد نماز مغرب حسب معمول بیٹھ گئے۔ اردگرد خدام ارادت مندی کے ساتھ حلقہ باندھے بیٹھے تھے۔ آپ نے کل کے سلسلہ گفتگو میں فرمایا۔

کہ مسیح علیہ السلام کی شان میں جسقدر اطرا کیا گیا ہے اور پھر جسقدر اُن پر حملے کرکے ان کو گرایا گیا ہے میں ان دونو پہلوؤں کو صاف کرکے مسیح علیہ السلام کی شان کو اعتدال پر لانا چاہتا ہوں اور جو کچھ وہ تھے اس سے دنیا کو اطلاع دینا بھی میرا کام ہے۔ آج میں اس پر بہت غور کرتا رہا کہ عیسائیوں نے جو مسیح کو خدا بناتے ہیں باوجود خدا بنانے کے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ اور باتوں کے علاوہ ایک نئی بات مجھے معلوم ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ تاریخ سے معلوم ہوا ہے کہ جس یوسف کے ساتھ حضرت مریم کی شادی ہوئی اس کی ایک بیوی پہلے بھی موجود تھی اب غور طلب یہ امر ہے کہ یہودیوں نے تو اپنی شرارت سے اور حد سے بڑھی ہوئی شوخی سے حضرت مسیح کی پیدایش کو ناجائز قرار دیا۔ اور انہوں نے یہ ظلم پر ظلم کیا کہ ایک تارکہ اور نذر دی ہوئی لڑکی کا اپنی شریعت کے خلاف نکاح کیا اور پھر حمل میں نکاح کیا۔ اس طرح پر انہوں نے شریعت موسوی کی توہین کی اور با ایں حضرت مسیح کی پاک پیدایش پر نکتہ چینی کی اور ایسی نکتہ چینی جس کو ہم سن بھی نہیں سکتے ان کے مقابلہ میں عیسائیوں نے کیا کیا؟ عیسائیوں نے حضرت مسیح کی پیدایش کو تو بے شک اعتقادی طور پر روح القدس کی پیدایش قرار دیا اور خود خدا ہی کو مریم کے پیٹ سے پیدا کیا مگر تعدد ازدواج کو ناجائز کہہ کر وہی اعتراض اس شکل میں حضرت مریم کی اولاد پر کر دیا۔ اور اس طرح پر خود مسیح اور ان کے دوسرے بہائیوں کی پیدایش پر حملہ کیا''

واقعی عیسائیوں نے تعدد ازدواج کے مسئلہ پر اعتراض کرکے اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے ہم تو حضرت مسیح کی شان بہت بڑی سمجھتے ہیں۔ اور اُسے خدا کا سچا اور برگزیدہ نبی مانتے ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ آپ کی پیدایش باپ کے بدون خدا تعالےٰ کی قدرت کا ایک نمونہ تھی۔ اور حضرت مریم صدیقہ تھیں یہ قرآن کریم کا احسان ہے حضرت مریم پر اور حضرت مسیح پر جو ان کی تطہیر کرتا ہے اور پھر یہ احسان ہے اس زمانہ کے موعود امام کا کہ اس نے از سرنو اس تطہیر کی تجدید فرمائی ۔

اس پر حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا اللھم صل علٰی محمد وعلٰی ال محمد لاریب امہات المومنین کا عجیب جواب ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کا انتقام!

اس کے بعد پھر حضرت اقدس نے فرمایا کہ میں یہ سارے اعتراض جمع کرکے خود حضرت مسیح کی طرف سے جواب دوں گا۔ اور ساتھ ساتھ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ بھی مسیح سے کرتا جاؤں گا۔ اس کے بعد مفتی صاحب نے وہ اعتراض پڑھ کر سنائے جو فری تھنکروں اور یہودیوں نے حضرت مسیح پر کئے ہیں ازاں بعد

---

* پیدایش ۲۱ ۲۱ ایڈیٹر

مرزا خدابخش صاحب نے اپنی کتاب کا کچھ حصہ سنایا۔ پھر نماز عشا ہوئی۔

۴ نومبر ۱۹۰۱ء۔ آج سیٹھ احمد دین صاحب جو افریقہ سے آئے ہیں **جہلم** سے آئے انہوں نے بعد نماز مغرب حضرت اقدس کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی درخواست کی جو چار سال سے پہلے افریقہ میں بذریعہ تحریر کر چکے تھے سیٹھ احمد دین صاحب حضرت اقدس کے مخلص خادموں میں سے ہیں اور حضرت اقدس کی محبت میں ایک گداز آدمی معلوم ہوتے ہیں انہوں نے حضرت اقدس کی زیارت کے بعد خدا کا شکر کیا کہ اس نے امام آخرالزمان کی زیارت نصیب کی پھر چند آدمیوں نے بیعت کی۔

اسکے بعد حضرت اقدس نے وہی سلسلہ گفتگو شروع کیا اور چند باتوں کے بعد **فونو گراف** کا ذکر آگیا چند روز پیشتر سے حضرت اقدس نے یہ ایک تجویز کی ہے کہ جب نصیبین کمیشن جاوے جو غالباً بعد عید انشاء اللہ روانہ ہوگی تو بہتر ہے کہ ہم اپنی ایک تقریر جو عربی زبان میں ہو اور قریباً چار گھنٹہ کے برابر ہو اس میں بند کردیں۔ جس میں ہمارے دعاوی اور دلائل بیان کئے جائیں اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ جہاں جہاں یہ لوگ جائیں۔ وہاں اس تقریر کو اس کے ذریعہ سنائیں۔ اس سے عام تبلیغ ہو جائے گی اور گویا ہم ہی بولیں گے اور یوں **مسیح** کی سیاح ہونے کے معنے بھی پورے ہو جائیں گے آجتک اس فونوگراف سے صرف کھیل کی طرح کام لیا گیا ہے مگر حقیقت میں خدا نے ہمارے لئے ہی یہ ایجاد رکھی ہوئی تھی اور بہت بڑا کام اس سے نکلے گا۔

اس کے بعد فونوگراف کے منگوانے اور اس کے چندہ کے متعلق چند باتیں کیں ازاں بعد مرزا خدابخش صاحب نے اپنی کتاب سنائی چونکہ دجال کی بحث تھی اور اس میں سے بھی وہ حصہ جو ان احادیث کی شرح کے متعلق تھا جو **حضرت ابن صیاد رضی اللہ عنہ** کے متعلق ہیں حضرت اقدس نے اس پر فرمایا کہ مجھے تعجب ہے کہ کیوں بیچارے ابن صیاد پر یہ ظلم کیا جاتا ہے کہ خواہ نخواہ اسے دجال بنایا جاتا ہے حالانکہ ساری عمر میں اس سے کوئی شرارت ظاہر نہیں ہوئی بلکہ اس نے مسلمان ہو کر جہاد میں اپنی جان دی اور شہید ہوا اور جیسا مجھے تو یہ مظلوم نظر آتا ہے اور اس لئے اس قابل ہے کہ اسے **رضی اللہ عنہ** کہا جاوے یہ صرف بلا سوچے سمجھے مورد اعتراض ٹھہرایا گیا ہے

اس پر حضرت مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا کہ **حضور** رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو مدینہ سے نکال بھی دیا اور بعض کو قتل بھی کیا گیا مگر **ابن صیاد** کو آپ نے نہیں نکالا اگر وہ ایسا ہی دجال تھا جیسا کہ یہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ تو اسے کیوں چھوڑا؟

پھر حضرت اقدس نے فرمایا کہ حقیقت میں یہ اعتراض بہت صحیح ہے اور اس کا جواب ان کے پاس نہیں ہے میری رائے یہی ہے کہ وہ ایک سچا مسلمان تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق نبی الامیین کہہ کر کی اور اسکی ماں بھی معلوم ہوتا ہے مسلمان تھی **یہ حضرت ابن صیاد رضی اللہ عنہ** مظلوم ہیں ان باتوں کے بعد نماز عشا ہوئی۔

{۳ نومبر ۱۹۰۱ء}

حسب معمول بیٹھتے ہی حضرت مسیح کا تذکرہ شروع ہو گیا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے عرض کیا کہ حضور عیسیٰ اور یسوع میں فرق ہے عیسائی کبھی عیسیٰ ابن مریم نہیں بولتے بلکہ بعض تو برا سمجھتے ہیں۔ ان کے ہاں یسوع ہے عبرانی میں **عین** نہیں بولتے۔ **یسو** کہتے ہیں اور قرآن نے کہیں یسو کا تذکرہ نہیں کیا انجیل پر کہیں کتاب کا لفظ نہیں بولا گیا اس پر جب یہ آیت پیش کی گئی کہ مسیح نے کہا ہے **انی عبداللہ اتانی الکتب** تو اس کی لطیف تشریح فرمائی **اتانی الکتب** سے مراد فہم کتاب ہے۔

غرض اس قسم کی باتیں ہوتی رہیں پھر حضرت یسوع کی نسبت جو اعتراضات جناب مفتی محمد صادق صاحب نے جمع کئے تھے وہ پیش کئے اور اسیطرح حسب معمول کے موافق بعد نماز عشا جلسہ ختم ہو گیا۔

۴ نومبر ۱۹۰۱ء} آج حسب معمول بعد مغرب بیٹھتے ہی مفتی صاحب نے اعتراضات سنائے پھر جناب مرزا خدابخش صاحب کی کتاب سننے لگے چونکہ اس کتاب میں دجال کی بحث بڑی طویل ہے اور وہی کئی روز سے شروع تھی اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔

کہ اصل بات یہ ہے کہ **دجال** بھی مسیح موعود کی طرح ایک **موعود** ہے اور اس کا نام المسیح الدجال ہے۔ سورۃ تحریم میں جیسے **مسیح موعود** کے لئے بشارت اور نص موجود ہے اسی نص سے بطور اشارۃ النص کے دجال کے وجود پر ایک دلیل لطیف قائم ہوتی ہے۔ یعنے جیسے مریم میں نفخ روح کر کے ایک مسیح موعود پیدا ہوا۔ اسی طرح اس کے بالمقابل ایک خبیث وجود کا ہونا ضروری ہے جس میں روح القدس کی بجائے خبیث روح کا نفخ ہوا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے بعض عورتوں کو **رجا** کی بیماری ہوتی ہے اور وہ خیالی طور پر اس کو حمل ہی سمجھتی ہیں یہانتک کہ حاملہ عورتوں کی طرح سارے لوازم اسکو پیش آتے ہیں اور چوتھے مہینے حرکت بھی محسوس ہوتی ہے مگر آخر کو کچھ بھی نہیں نکلتا اسیطرح پر مسیح الدجال کے متعلق خیالات کا ایک بت بنایا گیا ہے اور قوت واہمہ نے اسکا ایک وجود خلق کر لیا جو آخرکار ان لوگوں کے اعتقاد میں ایک خارجی وجود کی صورت میں نظر آیا۔ مسیح الدجال کی حقیقت تو یہی ہے۔

۵ نومبر ۱۹۰۱ء} نشانات کے متعلق آج صبح کی سیر میں یہ ذکر تھا کہ **کما ارسل الاولون** والی آیت پر نظر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہلے نشانات آج کے زمانہ میں غیر مفید تھے۔ اسی کے متعلق شام کو پھر فرمایا کہ **اولون** کا لفظ صاف بتاتا ہے کہ اب زمانہ ترقی کر گیا ہے۔ بس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سونٹے کا سانپ بنا کر دکھاتے تو وہ بھلا کب موثر ہو سکتا تھا اس قسم کے نشانات تو ابتدائی زمانہ میں کام آنے والے تھے جیسی ایک چھوٹے بچہ کے لئے جو پاجامہ سیا گیا ہو وہ اس کے

ایک غلطی کا ازالہ

ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعوے اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جنکو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنی معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے اسلیئے باوجود اہل حق ہونے کے انکو ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ **خدا تعالےٰ** کی وہ پاک **وحی** جو میرے پر نازل ہوتی ہے اسمیں ایسے لفظ **رسول** اور **مرسل** اور **نبی** کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اسوقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور **براہین احمدیہ** میں بھی جسکو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں چنانچہ وہ **مکالمات الٰہیہ** جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں اُن میں سے ایک یہ **وحی اللہ** ہے **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ** دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ اسمیں صاف طور سے اس عاجز کو **رسول** کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے **جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ** یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں دیکھو براہین صفحہ ۵۰۴۔ پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ**۔ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو صفحہ ۵۵۷ براہین میں درج ہے ”دنیا میں ایک نذیر آیا“ اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ ”دنیا میں ایک نبی آیا“۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیین ہیں پھر آپ کے بعد اور نبی کسطرح آ سکتا ہے اس کا جواب یہی ہے کہ بیشک اسطرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پُرانا نہیں آ سکتا جسطرح سے آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اُتارتے ہیں اور پھر اُس حالت میں انکو نبی بھی مانتے ہیں بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بیشک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت **وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ**۔ اور حدیث **لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ** اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔ لیکن ہم اس قسم کے عقائد کے سخت مخالف ہیں اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا **وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ** اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جسکی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے ہیں اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اُس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے۔ اس لیئے اُس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لیئے بلکہ اُسی کے جلال کے لیئے اس لیئے اس کا نام آسمان پر **محمد** اور **احمد** ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ **محمد** کی نبوت آخر **محمد** ہی کو ملی گو بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو پس یہ آیت کہ **ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین** اس کے یہ معنی ہیں کہ **لیس محمد ابا احد من رجال الدنیا ولکن ھو اب لرجال الآخرۃ لانہ خاتم النبیین ولا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسطہ** غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے نہ میرے نفس کے رو سے اور یہ نام بحیثیت فنا فی الرسول مجھے ملا لہٰذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا لیکن حضرت عیسیٰ کے اُترنے سے ضرور فرق آئے گا اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کے رو سے یہ ہیں کہ خدا کیطرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا۔ اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو پھر غیب مصفیٰ کی خبر اسکو مل نہیں سکتی

اور یہ آیت روکتی ہے **لا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول** اب اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان معنوں کے رو سے نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ امت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب ہے کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرورت اس پر مطابق آیت **لا یظہر علی غیبہ** کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا اسی طرح جو خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے۔ فرق درمیان یہ ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو یا جس کو بغیر توسط آنجناب اور فنا فی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمد اور احمد رکھا جائے یونہی نبوت کا لقب عنایت کیا جائے **ومن ادعی فقد کفر** اس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغائرت کا باقی ہے اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائے گا تو گویا اس مہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیین پر ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پا لیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعوے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا ہے پھر بھی **سیدنا محمد خاتم النبیین** ہی رہا کیونکہ یہ **محمد ثانی** اسی محمد **صلی اللہ علیہ وسلم** کی تصویر اور اسی کا نام ہے مگر عیسیٰ بغیر مہر توڑنے کے آ نہیں سکتا کیونکہ اس کی نبوت ایک الگ نبوت ہے اور اگر بروزی معنوں کی رو سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہو سکتا تو پھر اس کے کیا معنے ہیں کہ **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم** *

---

* **نوٹ**۔ یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لیے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کی رو سے انبیا علیہم السلام نبی کہلاتے رہے لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت **لا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول** سے ظاہر ہے پس مصفا غیب پانے کے لیے نبی ہونا ضروری ہوا اور آیت **انعمت علیہم** گواہی دیتی ہے کہ اس مصفا غیب سے حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے اس لیے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لیے محض بروز اور ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔ فتدبر۔ منہ

سو یاد رکھنا چاہیے کہ ان معنوں کی رو سے مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں ہے اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالےٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہیے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنے ہیں خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لیے شارع ہونا شرط نہیں ہے یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کر دوں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔ مجھے **اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ پر اپنا کلام نازل کیا تھا** میرے لیے زمین نے بھی

گواہی دی اور آسمان نے بھی اسی طرح پر میرے لیے آسمان بھی بولا اور زمیں بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا اس لیے جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کرے گا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے کوئی نہیں کہ میرے مقابل پر ٹھہر سکے کیونکہ خدا کی تائید اُن کے ساتھ نہیں اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لیے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کرکے پکارا ہے سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا اور میرا یہ قول کہ ؎ من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب ؎ اس کے معنے صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ ہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اس واسطہ کو ملحوظ رکھکر اور اس میں ہوکر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّی ہوکر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی اور اس طور سے خاتم النبیین کی مہر محفوظ رہی کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا۔ اور اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مہر نہیں ٹوٹتی * یہ بات ظاہر ہے کہ جیسا کہ میں اپنی نسبت کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے رسول اور نبی کے نام سے پکارا ہے ایسا ہی میرے مخالف حضرت عیسیٰ ابن مریم کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ اور چونکہ وہ نبی ہیں اس لیے اُن کے آنے پر بھی مہر ختمیت ٹوٹ جائے گی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین ہے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارا جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت

وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ

بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلے اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنی بہرحال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہا نہ اور کوئی یعنی جبکہ میں بروزی طور پر **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوۃ محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعوے کیا** بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ تمہاری حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اس کا اسم آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم سے مطابق ہوگا یعنی اُس کا نام بھی **محمد** اور **احمد** ہوگا اور اُسی کے **اہلبیت**

* **نوٹ**۔ یہ کیسی عمدہ بات ہے کہ اس طریق سے نہ تو خاتم النبیین کی پیشگوئی کی مہر ٹوٹتی اور نہ اُمت کے کل افراد مفہوم نبوت سے جو آیت لا یظہر علی غیبہ کے مطابق ہے محروم رہے مگر حضرت عیسیٰ کو دوبارہ اُتارنے سے جنکی نبوت اسلام سے چھ سو برس پہلے قرار پا چکی ہے اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا اور آیت خاتم النبیین کی صریح تکذیب لازم آتی ہے اس کے مقابل پر ہم صرف مخالفوں کی گالیاں سنیں گے سو گالیاں دیں وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔ منہ ۔

میں سے ہوگا۔ * اور بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ مجھ میں سے ہوگا۔ یہ عمیق اشارہ اس بات کیطرف ہے کہ وہ روحانیت کی رو سے اسی نبی میں سے نکلا ہوا ہوگا اور اسی کی روح کا روپ ہوگا اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تعلق بیان کیا یہاں تک کہ دونوں کے نام ایک کر دیے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کا یشوعا بروز تھا اور بروز کے لیے یہ ضرور نہیں کہ بروزی انسان صاحب بروز کا بیٹا یا نواسہ ہو ہاں یہ ضرور ہے کہ روحانیت کے تعلقات کے لحاظ سے شخص مورد بروز صاحب بروز میں سے نکلا ہوا ہو اور ازل سے باہمی کشش اور باہمی تعلق درمیان ہو سو یہ خیال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان معرفت کے سراسر خلاف ہے کہ آپ اس بیان کو تو چھوڑ دیں جو اظہار مفہوم بروز کے لیے ضروری ہے اور یہ امر ظاہر کرنا شروع کر دیں کہ وہ میرا نواسہ ہوگا بھلا نواسہ ہونے سے بروز کو کیا تعلق اور اگر بروز کے لیے یہ تعلق ضروری تھا تو فقط نواسہ ہونے کی ایک ناقص نسبت کیوں اختیار کی گئی بیٹا ہونا چاہیے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کے باپ ہونے کی نفی کی ہے لیکن بروز کی خبر دی ہے اگر بروز صحیح نہ ہوتا تو پھر آیت وَآخَرِينَ مِنْهُمْ میں اس موعود کے رفیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیوں ٹھہرتے اور نفی بروز سے اس آیت کی تکذیب لازم آتی ہے۔ جسمانی خیال لوگوں نے کبھی اس موعود کو حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد بتایا اور کبھی حسین رضی اللہ عنہ کی اور کبھی عباس رضی اللہ عنہ کی لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اس کا وارث ہوگا اس کے نام کا وارث اس کے خلق کا وارث اس کے علم کا وارث اس کی روحانیت کا وارث اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اس کی تصویر دکھلائے گا اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سب کچھ اس سے لے گا اور اس میں فنا ہو کر اس کے چہرہ کو دکھائے گا پس جیسا کہ ظلی طور پر اس کا نام لے گا اس کا خلق لے گا اس کا علم لے گا ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی لے گا کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اس کے کمال اپنے اندر رکھتی ہو پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے اس لیے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو جو تمام نبی ایسا ہی مانتے چلے آئے ہیں کہ وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتی ہے یہانتک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جسطرح بروزی طور پر محمد اور احمد نام رکھے جانے سے دو محمد اور دو احمد نہیں ہو گئے اسی طور پر نبی یا رسول کہنے سے لازم نہیں آتا کہ خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ گئی کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں اسطرح پر تو محمد کے نام کی نبوت محمد صلے اللہ علیہ وسلم تک ہی محدود رہی تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی کیونکہ بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے کہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

لیکن اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے تو کیا بغیر خاتم النبیین کی مہر توڑنے کے دنیا میں آ سکتے ہیں؟ غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر لگ گئی ہے اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آ جائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں اور یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَآخَرِينَ مِنْهُمْ

* **حاشیہ** یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک **دادی** ہماری شریف خاندان **سادات** اور **بنی فاطمہ** میں سے تھی اس کی تصدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ **سَلْمَانُ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ عَلٰى مَشْرَبِ الْحَسَنِ**۔ میرا نام سلمان رکھا یعنی دو **سلم** اور سلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہونگی ایک **اندرونی** کہ جو بغض اور شحنا کو دور کریگی دوسری **بیرونی** کہ جو بیرونی عداوت کے وجوہ کو پامال کر کے اور **اسلام کی عظمت** دکھا کر غیر مذہب والوں کو اسلام کی طرف جھکا دے گی معلوم ہوتا ہے کہ **حدیث** میں جو سلمان آیا ہے اس سے بھی میں مراد ہوں ورنہ اس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں آتی اور میں خدا سے **وحی** پا کر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں اور بموجب اس حدیث کے جو **کنز العمال** میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہلبیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں چنانچہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے۔ منہ

لَمَّا یَلْحَقُوْا بِہِمْ اور انبیا کو اپنے بروز پر غیرت نہیں ہوتی کیونکہ وہ انہی کی صورت اور انہی کا نقش ہے لیکن دوسرے پر ضرور غیرت ہوتی ہے۔ دیکھو حضرت موسیٰ نے معراج کی رات جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مقام سے آگے نکل گئے تو کیونکر رو رو کر اپنی غیرت ظاہر کی تو پھر جس حالت میں خدا تو فرمائے کہ تیرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا اور پھر اپنے فرمودہ کے برخلاف عیسیٰ کو بھیج دے تو پھر کسقدر یہ فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دل آزاری کا موجب ہوگا۔ غرض بروزی رنگ کی نبوت سے ختم نبوت میں فرق نہیں آتا اور نہ مہر ٹوٹتی ہے لیکن کسی دوسرے نبی کے آنے سے اسلام کی بیخکنی ہو جاتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میں سخت اہانت ہے کہ عظیم الشان کام دجال کشی کا عیسیٰ سے ہوا نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آیت کریمہ **وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖن** نعوذ باللہ اس سے جھوٹی ٹھہرتی ہے اور اس آیت میں ایک **پیشگوئی** مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے کسی میں یہ طاقت نہیں جو کھلے کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا **وہ میں ہوں** اس لیے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مہر ہے۔ ایک **بروز محمدی مع جمیع کمالات محمدیہ** کے ساتھ آخری زمانہ کے لیے مقدر تھا سو **وہ ظاہر** ہوگیا اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوۃ کے چشمہ سے پانی لینے کیلیے باقی نہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ بروزی طور کی نبوت اور رسالت سے ختمیت کی مہر نہیں ٹوٹتی اور حضرت عیسیٰ کے نزول کا خیال جو مستلزم تکذیب آیت **وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖن** ہے وہ ختمیت کی مہر کو توڑتا ہے اور اس فضول اور خلاف عقیدہ کا قرآن شریف میں نشان نہیں اور کیونکر ہو سکتا کہ وہ آیت ممدوحہ بالا کے صریح برخلاف ہے لیکن ایک **بروزی نبی اور رسول** کا آنا قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے جیسا کہ آیت **وَاٰخَرِیْنَ مِنْہُمْ** سے ظاہر ہے اس آیت میں ایک لطافت بیان یہ ہے کہ اس گروہ کا ذکر تو اسمیں کیا گیا جو صحابہ میں سے ٹھہرائے گئے لیکن اس جگہ اس مورد بروز کا بتصریح ذکر نہیں کیا یعنی مسیح موعود کا جس کے ذریعہ سے وہ لوگ صحابہ ٹھہرے اور صحابہ کیطرح زیر تربیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمجھے گئے۔ اس ترک ذکر سے یہ اشارہ مطلوب ہے کہ مورد بروز حکم نفی وجود کا رکھتا ہے اس لیے اس کی بروزی نبوت اور رسالت سے مہر ختمیت نہیں ٹوٹتی پس آیت میں اسکو ایک وجود منفی کیطرح رہنے دیا اور اسکی عوض میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دیا ہے اور اسی طرح آیت شریفہ **اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر** میں ایک بروزی وجود کا وعدہ دیا گیا جس کے زمانہ میں کوثر ظہور میں آئے گا یعنی دینی برکات کے چشمے بہہ نکلیں گے اور بکثرت دنیا میں سچے اہل اسلام ہو جائیں گے اس آیت میں بھی ظاہری اولاد کی ضرورت کو نظر تحقیر سے دیکھا اور بروزی اولاد کی پیشگوئی کی گئی۔ اور گو خدا نے مجھے یہ شرف بخشا ہے کہ میں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی اور دونوں خونوں سے حصہ رکھتا ہوں لیکن میں روحانیت کی نسبت کو مقدم رکھتا ہوں جو بروزی نسبت ہے۔ اب اس تمام تحریر سے مطلب میرا یہ ہے کہ جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص **نبی یا رسول** ہونے کا دعوی کرتا ہے مجھے ایسا کوئی دعوی نہیں۔ میں اس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں۔ ہاں میں اس طور سے نبی اور رسول ہوں جسطور سے میں نے ابھی بیان کیا ہے۔ پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعوی نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا تعالیٰ نے بار بار **میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا** مگر بروزی صورت میں۔ میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسی لحاظ سے **میرا نام محمد اور احمد ہوا** پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام

خاکسار میرزا غلام احمد

از قادیان۔ ۵۔ نومبر ۱۹۰۱ء۔